# اتوار اور جمعہ کی تاریخی حیثیت

مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی

**ماہ وروز:**......اِبتداءً مہینوں کا حساب چاند ہی سے ہوتا تھا۔سورج کی گردش سے مہینہ اور سال کا حساب بہت دنوں کے بعد شروع ہوا ہے۔اہلِ تاریخ کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔اس کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ دنیا کی اکثر زبانوں میں مہینہ کے لیے جو لفظ ہے وہ اس زبان میں چاند کے لفظ سے مشتق ہے۔مثلاً ماہ،شہر،منتھ،(مون) ماس، آیۓ، فارسی،عربی،انگریزی سنسکرت اور ترکی کے الفاظ ہیں۔جن کے معنی ہیں ''مہینہ'' اور یہ سارے ہی الفاظ چاند کے لیےان زبانوں میں جو الفاظ ہیں،ان ہی سے بنائے گئے ہیں۔

**مقدس اتوار:**......ہفتہ کے ساتھ دن اور ان کے نام اہلِ بابل کا کارنامہ ہے۔یہ مظاہر پرست تھے۔آفتاب ان کا سب سے بڑا دیوتا تھا۔صرف اہلِ بابل ہی نہیں،بل کہ دنیا کی تقریباً ہر دیو مالا میں مظاہر پرستی کا یہ نشان موجود ہے۔ زمین،مقدس اور عمومی ماں اور آفتاب،ساری کائنات کا بزرگ اور قادر توانا باپ،بابل کے فرمانروا نمرود زمین پر آفتاب کا نائب اور مدعی الوہیت اور مصر کے بادشاہ فرعون دنیا میں نیر اعظم آفتاب کے فرزند ہونے کی بناء پر خدائی کے دعوے دار دکھائی دیتے ہیں۔

غرض یہ کہ زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے بہت پہلے ہی بابل والوں نے چاند کی ۲۸ منزلوں کو دنیا کے چار عنصر آب و آتش خاک و باد پر تقسیم کر کے سات سات دنوں کے چار ہفتے مقرر کر لیے تھے۔اس کے بعد انہوں نے ان سات دنوں کے نام رکھے۔سب سے پہلا دن اپنے سب سے بڑے معبود کے نام پر رکھا۔دوسرا مادر گیتی کے فرزند اوّل چندر مان دیوتا کے نام پر اور اسی طرح اپنے آسمانی دیوتاؤں مریخ،زہرہ،مشتری اور عطارد کے نام پر باقی دنوں کے نام رکھ لیے۔اب آخری دن جو ساتواں دن تھا۔اس کا سب سے دور افتادہ سیارہ اور اپنے جلالی دیوتا زحل کے نام پر رکھ کر اسے منحوس اور نہایت بُرا دن قرار دے دیا۔ذرا ان کے اس کارنامے کا دیرپا اثر تو دیکھیے، آج تک لوگ ان دنوں کو ان ہی

ناموں سے موسوم کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان کے ناموں کو دیکھئے، سن ڈے (اتوار) سور جمان دیوتا کا دن، منڈے (سوموار) چندرمان دیوتا کا دن اور اسی طرح منحوس ڈے سٹرڈے (اسٹرن ڈے) سینچر وار یعنی ستارۂ زحل کا دن، اور حد تو یہ کہ آج بھی بت پرست قوموں میں سینچر کا دن، منحوس دن ہے۔ اردو میں سینچر لگنا اور سینچر ہونا نحوست واقع ہونے کے لیے ہندوؤں کے عقیدہ ہی کی وجہ سے مستعمل ہے۔ محسن کاکوری کے مشہور قصیدہ لامیہ کا شعر ہے:

ڈوبنے جاتے ہیں گنگا میں بنارس والے　　　نوجوانوں کا سینچر ہے یہ بوڑھوا منگل

اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ولادت سے پہلے صدیوں منازل قمر کے چار ہفتہ کے سات دنوں کے نام مقرر ہو چکے تھے اور یہ رواج بھی قائم ہو چکا تھا کہ اتوار کو آفتاب کا دن قرار دے کر مقدس سمجھا جائے اور اس دن کو پوجا پاٹ کے لیے مخصوص کیا جا چکا تھا۔

**ہندوستان میں:**...... آریا ہندوستان میں تقریباً ۱۲،۱۵سو سال قبل مسیح آئے اور جب آئے تو اپنے ساتھ سومیریوں اور بابل والوں کے بہت سے معتقدات اور رسوم بھی لیتے آئے۔ آریوں سے پہلے جو اقوام ہندوستان میں بستی تھیں۔ ان کے متعلق ہماری معلومات اتنی کم ہیں کہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اتوار کے دن کو وہ کیا اہمیت دیتے تھے، ہمیں نہیں معلوم۔ البتہ یہ معلوم ہے کہ آریا جب ہندوستان میں آئے تو دنوں کے نام اور اتوار کے تقدس کا اعتقاد دونوں اپنے ساتھ لائے بلکہ زحل کے منحوس ہونے کا وہم بھی ان کے ساتھ ہی آیا۔ ہندوؤں کی دیومالا اور سوریا نارائن کے نام کی شاعری اس حقیقت کی شاہد ہے۔ اس کے بعد وسط ایشیاء سے سیتھین اٹھے اور ہندوستان میں فاتحانہ داخلے کے بعد فخریہ لقب راجپوت کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان میں سے ایک خاندان نے اپنا مورث اعلیٰ آفتاب عالمتاب کو قرار دیا اور سورج بنسی کے لقب سے ملقب ہوا۔ دوسرے خاندان نے جب حکومت ہاتھ میں لی تو اس نے اپنا نسب نامہ چاند سے ملا دیا اور چندر بنسی کہلایا۔ حالآنکہ نسلاً یہ لوگ ترک تھے۔ سورج کی پرستش کا ان میں عام رواج تھا۔ اور اسی نسبت سے اتوار کو جو سورج کے نام سے موسوم ہے۔ ان میں پوجا پاٹ کے لیے مقدس دن سمجھا تھا۔ اتوار کو سورج کے ایک ہزار نام کی جپ ہوا کرتی تھی۔

**ایران میں:**...... ایران میں آتش پرستی تھی آفتاب پرستی ہی سے پیدا ہوئی۔ آگ کو حرارت کی نسبت کی وجہ سے اتوار کے دن کو تقدس کا مقام حاصل ہو گیا۔ اس دن کو روز مہر کہنے لگے۔ اور اس کے مقررہ مؤکل کو آذر کا نام دیا گیا۔

بنی اسرائیل مصر میں آفتاب کی پرستش اگر نہیں بھی کرتے ہوں پھر بھی فرعون (یعنی فرزندِ آفتاب) کی خدائی میں رہتے تھے اور اتوار کے تقدس اور اس کے اہمیت کے عادی تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ہاتھوں فرعون کے مظالم سے نجات بخشی اور یہ لوگ جزیرہ نمائے سینائی میں آبسے تو انہیں حکم توحید خالص ہی کا دیا گیا تھا کہ سورج اور چاند کو اپنا پروردگار نہ مانیں بلکہ اللہ وحدہ لاشریک کو اپنا خالق و رازق سمجھیں۔ لیکن یہ قوم سخت متلوّن مزاج تھی۔ بائبل میں عہدِ عتیق کی مقدس کتابیں اس پر شاہد ہیں کہ یہ باوجود ممانعت کے بار بار بت پرستی میں مبتلا ہوتے اور

اس کی سزا پاتے رہے۔ ابھی فرعون کے مظالم سے نجات پائے ہوئے زیادہ دن نہیں ہوئے تھے کہ بنی اسرائیل نے خود حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے مطالبہ شروع کردیا کہ دوسری قوموں کی طرح ہمارے لیے بھی بت بنادیجئے کہ ہم ان کی پوجا کیا کریں۔ اس وقت تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے ان کو جھڑک دیا اور خدا کے غضب سے ڈرایا، لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام اللہ جل جلالہ کی طلب پر چالیس دن کے لیے کوہ طور پر تشریف لے گئے تو بنی اسرائیل نے اپنے لیے ایک بچھڑے کی شکل کا بت بنا ہی لیا اور اس کی پوجا کرنے لگے۔

**السبت**:...... بنی اسرائیل کو توحید خالص کا حکم دیا گیا تھا۔ اس لیے اتوار کے دن کی تعطیل اور اس کا تقدس ان کے لیے کسی طرح مناسب نہ تھا۔ یہ آفتاب پرستوں کا طریقہ تھا۔ انہیں جمعہ کے دن کو مقدس اور عبادت کا دن قرار دینے کی تعلیم دے گئے۔ مگر وہ اختلاف کرنے لگے اور بت پرستوں کے طریقہ پر قائم رہ کر اتوار کے دن کی تعطیل و تقدیس پر مصر رہے تو خداوند تعالیٰ نے ان کو سزا یہ دی کہ ہفتہ کا وہ آخری دن جو بت پرستوں میں منحوس سمجھا جاتا تھا، ان کے لیے عبادت کا اور تعطیل کا دن مقرر کردیا گیا۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر اس طرح ہے:

﴿انما جعل السبت علی الذین اختلفوا فیه﴾

"سنیچر کا دن تو ان ہی لوگوں پر مقرر کیا گیا جنہوں نے اس میں اختلاف کیا"۔

اور حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "یہود کو بھی جمعہ ہی کے دن کا حکم دیا گیا تھا، مگر یہود نے اس سے اختلاف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کی طرف ہدایت فرمائی۔"

"سبت" کے لغوی معنی قدیم عربی، سریانی، سنسکرت اور قدیم زبانوں میں سات کے ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ ہفتہ کا ساتواں دن ہے۔ اس لیے اس کا نام یوم السبت ہوگیا، اور چونکہ یہود اس دن کوئی کام نہیں کرتے تھے بلکہ محض بے کاری اور آرام کا دن سمجھتے تھے، اس لیے زمانہ بعد میں اس لفظ کے معنی آرام و سکون کے قرار پائے اور عربی میں اب تک اس کے یہی معنی ہیں۔

یہود اگر چہ بار بار سبت کے حکم کو توڑتے بھی رہے، لیکن عام طور پر وہ اکثر زمانہ میں اس کے پابند رہے اور اس بے اعتدالی کے ساتھ پابند رہے کہ اکثر زمانوں میں انہوں نے سنیچر کے غروب آفتاب تک کی نماز بھی چھوڑ دی اور تعطیل کو محض تعطیل قرار دیا، لیکن یہودیوں کے سبت کا اثر نسلِ یہود سے باہر کسی پر نہیں پڑا، بظاہر اس کی دو وجوہ تھیں۔ ایک تو ان کا نسلی غرور اور دوسری وجہ ان کی سیاسی درماندگی تھی۔ یہودیوں کی سلطنت کا رقبہ تاریخ کے کسی دور میں بہت وسیع نہیں ہوسکا انتہائے عروج میں بھی بنی اسرائیل کی حکومت چند ہزار مربع میل رقبہ سے نہ بڑھ سکی۔ ظاہر ہے کہ اپنی چھوٹی حکومت چاہے بڑی ہی متمدن ہو، سطح ارضی کے بہت بڑے حصہ کو متاثر نہیں کرسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں یہودیوں کے سوا دنیا کی اور کسی قوم میں سبت کا تصور نہیں ملتا۔

**دینِ مسیح:**......حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے اور صرف ان ہی کی طرف مبعوث کیے گئے تھے۔ مسیح علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ:

''میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔''

اس لیے ان پر جدید احکام نازل نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے توریت کے کسی حکم کو منسوخ فرمایا۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔''

ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے سب کے سب یوم السبت کے پابند تھے اور ہمیشہ پابند رہے۔ آفتاب پرستوں کے مقدس دن یعنی اتوار کی تقدیس کا خیال بھی ان بزرگوں کے حاشیۂ خیال میں نہیں آسکتا تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد بلکہ بہت بعد مقدس علمائے مسیحیت کو یہودکی طرف سے شدید مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا اور یہود سے مایوس ہوکر اپنے دائرہ تبلیغ کو بنی اسرائیل سے باہر دوسری بت پرست اقوام تک پھیلانا پڑا، تو یہودیوں نے اب اور زیادہ شدت کے ساتھ ان کی مخالفت کی۔ انہوں نے بت پرستوں کی دل داری کے لیے ان کے عقائد و اعمال میں سے بہت سی باتیں اختیار کر کے اپنے لیے حمایتی پیدا کیے اس طرح دینِ مسیحی میں تثلیث، کرسمس، ختنہ کی مخالفت، خنزیر کی حلت اور اتور کے دن کی تقدیس وغیرہ بہت سی باتیں آگئیں، لیکن ان سب باتوں کے باوجود عیسائیوں نے سبت کو چھوڑ کر اتوار کی فضیلت قبول نہیں کی۔ اس کے لیے کلیسا کے فتاویٰ اور بادشاہوں کے جبری حکمناموں کا سہارا لیا گیا۔ لیکن سارے عیسائیوں نے اسے کبھی قبول نہیں کیا۔ آج بھی عیسائی فرقوں میں بعض فرقے سنیچر کے دن کو سبت مناتے ہیں اور اتوار کی اہمیت سے انکار کرتے ہیں۔

سنیچر کی بجائے اتوار کے دن کو تقدیس عطا کرنے کے لیے جو متعدد کوششیں تاریخ کے مختلف ادوار میں ہوتی رہی ہیں، ان میں سے یہ چار بطورِ نمونہ پیش ہیں:

۱۔ ۲۰۵ء میں ایلبری کونسل نے ایک تجویز اس مضمون کی منظور کی۔ مگر مسیحیوں کی ایک بڑی جماعت نے اسے قبول کرنے سے انکار کردیا۔

۲۔ ۳۲۱ء قسطنطین اعظم نے ایک فرمان شاہی نافذ کیا۔ پھر بھی سچے مسیحیوں نے اسے قبول نہیں کیا۔

۳۔ ۳۶۳ء میں لندیا کی کونسل نے ایک تجویز کے ذریعہ سنیچر کے دن کام کاج کی اجازت دی، پھر بھی مسیحیوں نے نہ مانا۔

۴۔ ۷۸۹ء (مطابق ۱۷۳ھ) میں چارلس میگنرڈگری کے ذریعہ اتوار کے دن کو ہفتہ وار تعطیل کا مقدس دن قرار دیا گیا اور جبر قہر کے ساتھ اس حکم کو نافذ کردیا گیا۔ لیکن اس پر بھی بہت سے مسیحیوں نے اس حکم کو تسلیم نہیں کیا اور وہ آج تک

ساتویں دن سنیچر کے دن ہی کو مقدس سبت قرار دیتے ہیں۔

**جمعۃ المبارک:**......عرب کے صوبۂ حجاز میں جو لوگ بستے تھے۔ وہ حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السّلام کی اولاد تھے اور انہیں اپنے اس نسب نامہ پر ناز تھا۔ وہ ابتداء سے چوتھی صدی تک بعض اخلاقی خرابیوں کے باوجود عقیدۃً موحد تھے اور اپنے آپ کو دینِ ابراہیمی حنیفی کا پیرو بتاتے تھے۔ چوتھی صدی میں ایک عرب تاجر ابن الحی بسلسلہ تجارت فلسطین آیا تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی فرضی فرضی قبر پر سے ایک تبرکاً پتھر اٹھا لے گیا اور اسے کعبہ میں رکھ دیا۔ پہلے اس کی تعظیم ہوئی۔ پھر پرستش اور دو سال کے اندر تین سو ساٹھ بت کعبہ میں جمع ہو گئے، سارا حجاز بت پرستی میں مبتلاء ہو گیا۔

چونکہ حجازیوں میں بت پرستی قدیم زمانہ سے نہ تھی، اس لیے دیو مالا اور علم الاصنام کے قسم کی کوئی چیز ان میں پیدا نہ ہو سکی۔ ان کے ہاں ہفتہ کے سات دنوں کے نام بھی، سورج، چاند، عطارد وغیرہ کے نام پر نہ تھے۔ بلکہ یہودیوں سے ملنے ملانے اور کاروباری تعلقات کی وجہ سے انہوں نے یوم احد (یعنی سبت کے بعد کا پہلا دن) یوم الاثنین (دوسرا دن) یوم الثلاث (تیسرا دن) یوم الاربعاء (چوتھا دن) یوم الخمیس (پانچواں دن) یوم الست (چھٹا دن) کہا کرتے تھے اور ہفتہ کی ابتداء یوم السبت سے کرتے تھے۔ دیوان علیؓ میں ایک نظم ہے جس میں ہفتہ کے ساتھ دن اس طرح گنے گئے ہیں۔ اول یوم السبت اور آخر یوم الجمعہ۔ اس نظم کا پہلا شعر ہے:

لنعم اليوم يوم السبت حقا لصيدان اردت بلا استراء

یوم السبت کو رسالہ مابعد میں یوم العروبۃ کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ یوم الست کا مستقل نام ہی یوم العروبۃ ہو گیا۔ یہی یوم العروبۃ، ہجرت رسول ﷺ (ربیع الاول ۱ھ مطابق ۶۲۲ء) کے بعد سے یوم الجمعہ کہلانے لگا۔ کوئی ایسی قابلِ وثوق تاریخی شہادت نہیں ملتی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ ہجرتِ رسول ﷺ سے پہلے کسی دن کا نام یوم الجمعہ تھا۔ اس کے برخلاف بکثرت راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اس دن کو یوم العروبۃ کہتے تھے۔

ہجرتِ رسول ﷺ سے پہلے مدینہ منورہ سے مکہ آکر انصار رضوان اللہ علیہم نے دو سال میں رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت ایمان واستقامت کی ہے۔ ان دونوں کی بیعتوں کو تاریخ اسلام میں بیعتِ عقبہ ثانیہ کہتے ہیں، بیعتِ عقبہ ثانیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض صحابہ کو اہلِ مدینہ میں تبلیغ اسلام کے لیے روانہ کیا تھا۔ ان لوگوں نے گھر گھر جا کر تبلیغ کی اور جب کچھ لوگ مسلمان ہو گئے تو حسبِ ہدایت نبوی ﷺ یہ لوگ یوم العروبۃ میں بعد زوال آفتاب جمع ہو کر نماز ادا کرنے لگے۔ پہلے ایک خطبہ ہوتا، اس کے بعد دو رکعت نماز با جماعت۔ سب سے پہلے جس نے یہ خطبہ دیا اور نماز پڑھائی وہ اسعد بن زرارہ انصاریؓ تھے۔ اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے نمازِ جمعہ محلہ بنی سالم میں ۱۹ ربیع الاول سن ۱ھ میں پڑھائی اس کے بعد سے یوم العروبۃ کا نام یوم الجمعہ مشہور ہو گیا۔

اس کے کئی سال کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ ﷺ مسجدِ نبوی مدینہ منورہ میں خطبہ دے رہے تھے اور عین اسی وقت باہر سے ایک تجارتی وفد آ کر مسجد کے سامنے والے میدان میں ٹھہرا۔ کچھ لوگ اس قافلہ کو دیکھنے کے لیے مسجد سے باہر چلے آئے۔ اس کے بعد قرآن مجید کی سورۃ ۶۲ (سورۃ الجمعۃ) نازل ہوئی جس میں اس واقعہ کا ذکر ہے اور حکم دیا گیا ہے۔

﴿یا ایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ ............ ان کنتم تعلمون﴾

''اے وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہو۔ جب جمعہ کے دن نماز کے لیے ندا دی جائے اللہ کی یاد کی طرف تیزی سے چل پڑو اور لین دین چھوڑ دو یہی تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم کو علم ہو۔''

احادیثِ نبوی میں جمعہ کے دن کی بہت سی فضیلتیں بیان ہوئی ہیں اور نمازِ جمعہ میں حاضری کو واجب قرار دے کر اس دن کی بہت اہمیت جتائی گئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

الجمعۃ حق واجب............ اوصبی او مریض

جماعت کے ساتھ جمعہ چار کے سوا ہر مسلمان پر ایک حق واجب ہے، وہ چار یہ ہیں: غلام، عورت، بچہ اور بیمار۔

تجب الجمعۃ............ اوصبی او مملوك

عورت، بچہ اور غلام کے سوا ہر مسلمان پر جمعہ واجب ہے۔

من ترك الجمعۃ............ علی قلبہ

جس نے تین بار جمعہ کو معمولی بات سمجھ کر چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے قلب پر مہر کر دیتا ہے۔

نحن الاوّلون............ غدا والنصاری بعد غد

ہم ہیں اول، ہم ہیں آخر اور ہم ہیں قیامت کے دن سب سے آگے، ہاں! یہ ضرور ہے کہ انہیں (یہود و نصاریٰ کو) کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی، یہی جمعہ کا دن ہے جو یہودیوں پر فرض کیا گیا تھا۔ اس کی انہوں نے مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دن کی طرف ہدایت فرمائی۔ تو اب وہ لوگ ہمارے بعد ہو گئے۔ یہود کا دن کل ہو گا اور نصاریٰ کا پرسوں۔

حضرت شیخ الصدوق نے بھی اپنی کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" میں فضائل جمعہ سے متعلق حضرت جعفر الصادق سے بہت سی روایتیں نقل کی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت میں حضرت نے سنیچر یا اتوار کو اختیار کرنے کی سخت ممانعت فرمائی اور دوسری روایت میں قرآن مجید کی آیت ﴿وَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا﴾ کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے کہ نماز ختم ہو جانے پر تلاش روزی کے لیے پھیل جانے کے حکم سے سنیچر کے دن تلاشِ رزق کے لیے پھیل جانا مراد ہے۔

سنن بیہقی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نمازِ جمعہ اور خطبہ میں حاضری کے لیے مقام ذوالحلیفہ سے مسجدِ نبویؐ مدینہ منورہ میں آیا کرتے تھے۔ مقام ذوالحلیفہ مدینہ منوّرہ سے نو میل کے فاصلہ پر واقع ہے، نیز مشینی

سواریاں تو اس زمانہ میں تھیں نہیں۔ یقیناً یہ لوگ غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر پہلے ہی پہلے ذوالحلیفہ سے چلتے ہوں گے اور نماز سے فارغ ہوکر کافی دیر کے بعد ہی واپس گھر پہنچتے ہوں گے۔

خدا اور رسولؐ کے حکم بموجب امت اسلامیہ کے ہر فرقہ و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ اذان جمعہ کے بعد کاروبار حرام ہے، کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کی خلاف ورزی ہے۔ اگر چہ یہ کوئی نہیں کہتا کہ جمعہ کا سارا دن بیکاری میں گذارنا فرض ہے۔ ایسا کہنا جائز نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعد ختم نماز کاربار کرنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ذوالحلیفہ سے مدینہ منورہ آکر خطبہ ونماز میں شرکت کے بعد واپس ذوالحلیفہ جانے والے صحابۂ کرامؓ کے پاس جمعہ کے دن کا کتنا وقت بچ رہتا ہوگا جس میں وہ کھیتی باڑی کا کام کرتے ہوں گے۔ حکماً نہیں لیکن عملاً کیا ہفتہ وار تعطیل کا دن نہیں بن گیا تھا؟

**نتائج:**......مندرجہ بالا معلومات سے ہم حسب ذیل نتائج تک پہنچتے ہیں:

(۱)......اتوار کے دن کی اہمیت آفتاب پرستی سے وابستہ ہے، یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے لیے اس دن کی کوئی اہمیت نہیں۔

(۲)......یہودیوں کو جمعہ کے دن کا حکم دیا گیا تھا، جب انہوں نے اس سے اختلاف کیا تو سَبت کا حکم انھیں بطور سزا دیا گیا۔

(۵)......یہودیوں کے سوا کسی مذہب میں کسی دن کو سارا دن محض بیکاری میں گزارنے کا حکم نہیں ہے۔

(۴)......مسلمانوں کے لیے جمعہ کے دن کو مقدس قرار دیا گیا ہے، اس میں اذانِ جمعہ کے بعد ختم نماز تک کاروبار کرنا ناجائز ہے۔

(۵)......مسلمانوں کو اتوار کا دن اختیار کرنے سے حضرت جعفر صادقؒ نے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ اسلامی ممالک میں اتوار کا دن کبھی اختیار نہیں کیا گیا۔

(٦)......مسلمان ابتدا ہی سے جمعہ کے دن کا بڑا حصہ نماز اور اس کی تیاری میں گزارا کرتے تھے۔

(۷)......مسلمان ملکوں میں ہفتہ وار تعطیل جمعہ کے دن ہوتی تھی اور آج تک باستثنائے ایک یا دو ملک جمعہ کو تعطیل ہوتی ہے۔

**تاریخ اسلام میں جُمعہ کی تعطیل کا ذکر:**......اب اس کے بعد صرف ایک سوال باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ تاریخ اسلام میں جمعہ کے دن تعطیل عام ہونے کا کوئی ذکر ملتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ تاریخ میں اس کا ذکر کیوں آتا؟ یہ کون سی غیر معمولی بات تھی؟ کبھی کسی خلیفہ نے یا بادشاہ نے اس کا حکم دیا ہوتا تو اس کا ذکر آتا۔ عملاً یہ طریقہ ابتدا ہی سے رائج ہو گیا تھا۔ عراق، شام، مصر، ایران اور افغانستان وغیرہ میں، آج تک تعطیل جمعہ کو ہوتی ہے۔ یہ

ممالک عہدِ صحابہؓ میں مسلمانوں نے فتح کیے تھے، اسی وقت سے یہ طریقہ وہاں رائج ہے۔ کسی تاریخ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان ممالک میں فلاں بادشاہ یا خلیفہ کے حکم سے اور فلاں تاریخ سے یہ طریقہ رائج ہوا، تو اس سے کیا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ سوچیے! تاریخوں میں عیدین کی تعطیل کے لیے بھی کوئی حکم نہیں ملتا ہے۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح ہوسکتا ہے کہ مدینہ منورہ، کوفہ، دمشق، بغداد، قاہرہ اور قرطبہ میں عیدین کی تعطیلات نہیں ہوا کرتی تھیں۔

بات یہ ہے کہ چھٹیوں کا ہونا تاریخ کا ایسا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے کہ اس کا صریح ذکر تاریخ کی کتابوں میں ملے، البتہ کہیں کہیں سیاحوں کے بیانات سے جمعہ اور دیگر تعطیلات میں قاضیوں، حاکموں اور بادشاہوں کی مصروفیتوں کا پتہ چلتا ہے اور واضح طور پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس دن قاضیوں کی عدالت بند ہوتی تھی۔ ورنہ وہ اپنا سارا دن دیگر مصروفیتوں میں کیسے بسر کر سکتے تھے۔ مثلاً سفر نامۂ ابن بطوطہ میں جمعہ کے دن کے دربار اور قاضیوں کی دربار میں حاضری کا جو ذکر موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ قاضی جمعہ کے دن اپنی عدالت میں مصروفِ کار نہ تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر برنیر فرانسیسی سیاح جس نے ۱۶۵۶ء سے ۱۶۶۸ء تک مصر و شام اور ہندوستان کا سفر کیا ہے، اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں میں جمعہ کا دن بالکل اسی طرح ہے جیسے کیتھولک عیسائیوں میں اتوار کا دن۔

اِن تمام باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں جمعہ کی ہفتہ وار تعطیل کا طریقہ ابتدا ہی سے رائج تھا، البتہ یہ صحیح ہے کہ جمعہ کے دن دکانوں کے بند رکھنے کا کوئی سرکاری حکم کبھی جاری نہیں ہوا اور یہ حقیقت ہے کہ مسلمان فرماں رواؤں نے ایسا حکم جاری کرنا بے جا دست اندازی اور حکمِ خداوندی کے خلاف سمجھا۔ ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اذانِ جمعہ سے پہلے اور نمازِ جمعہ کے بعد اپنا کاروبار کرے یا نہ کرے۔

تعطیل اور چھٹی کے بھی کچھ حدود ہیں۔ اگر ہفتہ وار تعطیل کا حکم مکمل بیکاری چاہتا ہے تو اس کی تعمیل یہود بھی کبھی نہ کر سکے۔ ماضی کو چھوڑیے، آج جب کہ فلسطین میں یہودیوں کی آزاد حکومت قائم ہے اور وہاں سنیچر کے دن تعطیل بھی ہوتی ہے تو کیا محکمہ پولیس، ضروریات کی دکانیں، فوجداری، دفاتر، ریڈیو، ٹیلی فون اور دیگر اہم محکموں میں سنیچر کے دن کام بند ہوا کرتا ہے؟ نہیں۔

یہ تصور بھی صحیح نہیں ہے کہ بہت سے ممالک اتوار کی تعطیل کرتے ہیں پاکستان سب سے الگ جُمعہ کی تعطیل کیسے کر سکتا ہے اور یہودیوں کی حکومت تو دنیا میں صرف ایک ہی ہے جہاں سنیچر کے دن تعطیل ہوتی ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ سنیچر کے دن تعطیل ہوتی ہے اور نہ اس سے ان کا کوئی کام رک جاتا ہے اور نہ پریشانی ہوتی ہے۔

**جُمعہ کی فضیلت:**......رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا:

☆......''تمام دنوں سے بہتر جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السّلام پیدا کیے گئے، اسی دن وہ جنت میں داخل کیے گئے، اسی دن جنت سے باہر لائے گئے اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔'' (مسلم شریف)

☆...... ”جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بزرگ ہے۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عظمت ہے۔“ (ابن ماجہ)

☆...... ”جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمکتا دن ہے۔“ (مشکوٰۃ شریف)

جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں فوت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔“ (ترمذی شریف)

☆...... ”جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر اس میں کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی دعا مانگے تو خدا اس کو بھلائی عطا کر دیتا ہے۔“ (بخاری و مسلم شریف)

☆...... شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا: ”وہ امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز پوری ہونے تک کے درمیانی وقت میں ہے۔“ (مسلم شریف)

خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا:

☆...... ”جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کو عصر کے بعد سے آفتاب غروب ہونے تک تلاش کرو۔“ (ترمذی شریف)

مُبَشِّرِ صادق ﷺ نے فرمایا:

☆...... ”ملائکہ مقربین، آسمان و زمین اور پہاڑ، ہواؤں اور سمندروں میں سے کوئی ایسا نہیں جو جمعہ کے دن ڈرتا نہ ہو“ (ابن ماجہ)

☆......☆......☆


انوار الباری
اردو شرح صحیح بخاری — کامل 19 حصے
علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے علوم و فنون کی آئینہ دار مفصل اردو شرح... جو مستند مآخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

فضل الباری
اردو شرح صحیح بخاری
از افادات
علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ
عرصہ دراز کے بعد سابقہ مطبوعہ 2 جلدوں کی مکمل جدید اشاعت

الخیر الجاری
اردو شرح صحیح بخاری — کامل 6 حصے
تصنیف
شیخ الحدیث مولانا صوفی محمد سرور مدظلہ
مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ اور 60 شروحات کا جامع خلاصہ

امانی الاحبار (عربی)
فی شرح معانی الآثار — کامل 4 حصے
حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ کے قلم کی شاہکار عظیم شرح۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث کے فن میں ہائیکورٹ کا درجہ رکھتی ہے

صرف فون کیجیے اور گھر بیٹھے تمام درسی و اسلامی کتب بذریعہ ڈاک رعایتی قیمت پر حاصل کرنے کیلئے رابطہ فرمائیے
ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ... ملتان... پاکستان
0322-6180738 , 061-4519240